قسط نمبر (۱۰)　　رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفرِ حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جا رہے ہیں۔ [(مولانا) سمیع الحق]

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا حضور اقدس ﷺ سے والہانہ تعلق شیفتگی اور جذب و سوز کی کیفیت ہر خاص و عام پر آشکارا تھی۔ انگ انگ اسی جذبہ وارفتگی سے سرشار تھا' زندگی کا ہر لمحہ ہر حرکت اتباع سنت میں ڈھلا ہوا تھا' حضرتؒ کے مواعظ ملفوظات خطبات اور درس حدیث کے آمالی کا لفظ لفظ عشق نبوی اور حضور کی عظمت و محبت کی غماز ہیں۔ یہاں بطور نمونہ حضرت کے خطبات جمعہ کے دو ایک اقتباسات دیے جا رہے ہیں

حضور اقدس ﷺ کے شئونات کمالات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں' سید الرسل ہیں' تمام انبیاء علیہم السلام عزت اور عظمت کے

مالک ہیں' اللہ نے انہیں عزت دی اور بڑی عزت' لیکن حضور اقدسؐ جن کے بارہ میں ارشاد ہے کہ وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما.

اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ چیزیں سکھا دیں جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔ اور اس وجہ سے قرآن کریم میں حضور اقدس ﷺ کو ''نعمۃ اللہ'' بھی کہا گیا ہے جو تمام دنیا کے باشندوں کے لئے ہادی ہیں' جس وقت دنیا میں تشریف لائے اس وقت سے لے کر قیامت تک جتنی بھی روئے زمین پر مخلوق ہے چاہے جن ہو یا انس ہو سب' کے لئے بشیر و نذیر اور ہادی اور سب کے لئے رحمت: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیر ونذیراً

اور ایک اور جگہ فرمایا　وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

اور علماء نے لکھا ہے کہ اس وجود ناسوتی میں چاہے حضور اقدس ﷺ موخر ہوں لیکن وجود کے لحاظ سے حضور اقدس اول المخلوقات ہیں۔ فرمایا اول ما خلق اللہ نوری۔ اللہ نے ہر چیز سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

نیز ارشاد ہے کنت نبیاً و آدم بین المآ والطین

یوم میثاق میں جب عہد و پیمان لیا جائے گا' کیونکہ اللہ نے ہمیں جو دنیا میں بھیجا تو کسی کام کے لئے بھیجا اور وہ کام ہے عبادت کہ اپنے مولیٰ کی بندگی ہم کریں اس کے لئے اللہ نے پیدائش سے پہلے انتظام فرمایا اور سب سے پہلے عالم میثاق میں یعنی اس عالم کا وجود میں آنے سے پہلے اللہ نے تمام ارواح کو پیدا فرمایا تو اس وقت سب کو ایک سبق بتلایا گیا۔ یہ خدا کا ماننا خدا کے وجود کو تسلیم کرنا یہ ایمان اور یقین وہی سبق ہے جو سکھایا گیا ہے اور سب کو مخاطب ہو کر پوچھا: الست بربکم　کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں؟　تمہیں نیست سے ہست کرنے والا ہوں یا نہیں؟　تمہیں آہستہ آہستہ تدریجاً ترقی دینے والی اور کمال تک پہنچانے والی وہ کون سی ذات ہے؟ میں نہیں ہوں تو بتلاؤ اور کون ہے؟

استاذ الکل اور معلم خلائق:

تو علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت جواب دینے سے پہلے سب کے سب ارواح حضور اقدسؐ کی روح اطہر و طیب کی طرف متوجہ ہوئے اور سب کے سب اس طرف دیکھنے لگے۔ جس طرح درس میں کوئی سوال پوچھا جائے تو سب کے سب طالب العلم ذہین' محنتی اور قابل و لائق طالب العلم کو دیکھتے ہیں کہ کیا جواب دیتا ہے' تو عالم نے حضورؐ کی طرف دیکھا کہ کیا جواب دیتے ہیں تو سب سے پہلے حضور اقدسؐ نے فرمایا: بلیٰ انت ربنا۔ یا اللہ کیوں نہیں؟ بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ تو ہی پالنے والا ہے' تو حضورؐ کو دیکھ کر تمام عالم ارواح نے پکار کر کہا: بلیٰ انت ربنا۔ پھر ساری کائنات زمین اور آسمان سے اللہ نے دریافت کیا کہ میری تابعداری کرو گے یا نہیں؟ تو کہتے ہیں کہ زمین کا وہ حصہ جس سے حضور اقدسؐ کا جسدِ اطہر مبارک بنا ہے' عالم ناسوتی میں سب سے پہلے اس نے کہا: اتینا طائعین۔ یا اللہ ہم فرمانبردار ہیں خوشی سے آپ کا حکم مانیں گے' پھر زمین و آسمان نے بھی یہی جواب دیا کہ یا اللہ ہم تیرے مطیع اور منقاد

ہیں۔ تو حضورؐ سارے عالم اور ساری کائنات کے استاد الکل ہوئے عالم ارواح کو بھی عبدیت کا طریقہ سکھایا اور عالم ناسوتی کو بھی۔

اقوال الانبیاء:

اسی طرف حدیث میں اشارہ ہوا کہ کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے مجھے نبوت کی خلعت دی گئی اور اس طرح حضور اقدسؐ کے وجود مبارک کو اللہ نے کمالات کی تقسیم کا واسطہ بنادیا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے انما انا قاسم واللہ یعطی میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے خدائے پاک جس چیز کی تقسیم چاہے، وجود کی تقسیم، علم کی تقسیم، جتنے کمالات تقسیم ہوتے ہیں، وہ حضور اقدسؐ کے واسطے سے ہیں اور اس کی مثال روئے زمین پر دیکھنا چاہیں تو سورج کو دیکھیں کہ روئے زمین پر ساری زمین اور سب چیزیں روشن اور منور ہیں، یہ روشنی خدا ہی پہنچاتا ہے، مگر بیچ میں واسطہ اللہ نے سورج کو بنادیا۔ جس کی روشنی ساری دنیا پر پڑ رہی ہے، اور سورج کی روشنی خدا ہی نے پیدا فرمائی ہے۔ انما انا قاسم واللہ یعطی۔ سارے کمالات کے دینے والے اللہ پاک ہیں اور تقسیم کرنے والے حضور اقدس ﷺ۔

ایسی مقدس ہستی کی امت اللہ جل مجدہ نے ہمیں اور آپ کو مفت میں بنادیا۔ یہ کیسی عمدہ نعمت ہے! اور کتنی بڑی نعمت! پھر اس کا پورا اندازہ اور قدر و منزلت کا علم تو قیامت اور آخرت میں لگے گا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن پل صراط پر میں ہی گزروں گا اور میری امت میرے ساتھ ہوگی، سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھلے گا، اور میری امت میرے ساتھ ہوگی، اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ملک کا ایک صدر ہے، ایک وزیر اعظم، ایک کمشنر ہے، سب الگ الگ موٹروں میں جا رہے ہیں، تو صدر کی گاڑی سب سے آگے جاتی ہے، اور جس گاڑی میں صدر ہوتا ہے اس کے خاص خادم بھی اسی گاڑی میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں، جو جوتا اٹھائیں، پنکھا چلائیں، اور خدمت کریں تو جہاں وزیر اعظم کی گاڑی چلے گی، خاص خادم اور ملازم بھی ساتھ ہوگا۔ وزیر اعظم اور اس کے ساتھ دوسرے نمبر پر کمشنر تیسرے نمبر پر پہنچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اقدس ﷺ کے غلاموں میں شمار کردے۔ یہ غلامی کی برکت ہوگی کہ سب امتوں سے پہلے پل صراط پر گزر ہوگا اور سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں داخلہ ہوگا کہ غلام تو آقا کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے قبر سے میں ہی اٹھایا جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہر جگہ یہ سعادت معیت نصیب فرماوے۔ ہر نبی اپنی امت کے لئے باعث ترقی، باعث افتخار، اور باعث عزت ہوتا ہے، اور اس قوم کی جو ترقی بھی آپ دیکھ رہے ہیں یہ حضور ﷺ ہی کا صدقہ ہے پھر امت کی بھی دو قسمیں ہیں ایک امت اجابت ہے جس کو حضورؐ دعوت دے رہے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤ آؤ اللہ کے در کی طرف جس نے بخوشی دعوت قبول کی اور کلمہ شہادت

پڑھا وہ امت اجابت میں شامل ہوا اور جو کافر نہیں وہ سب کے سب امت دعوت میں شمار ہوتے ہیں' ان کو بھی دعوت ہے' پھر حضور اقدسؐ جو اللہ کی صفت علم کے مظہر اتم ہیں' اوتیت علم الاولین والاخرین تو اس علم کا پرتو دونوں امتوں پر پڑ گیا اور آج جو دین کا علم ہے وہ تو مسلمانوں ہی میں ہے' لیکن دینوی علم کا جو حصہ اور جو ترقی سائنس اور عصری علوم کی شکل میں امت دعوت میں دیکھنے میں آتی ہے تو وہ بھی حضورؐ کے کمالات علم کا ظہور ہے ورنہ حضورؐ کی آمد سے پہلے یہ سب غیر متمدن تھے' حضورﷺ ان کو ہر وقت دعوت دے رہے ہیں' علوم کا دروازہ کھولدیا اللہ نے نعمتوں کا دستر خوان بچھا دیا ہے۔ دروازے پر اس کا داعی کھڑا ہے جس نے قبول نہ کیا محروم ہو گیا' حالانکہ دعوت سب کو ملی۔

حضورؐ ہر نعمت کی روح:

تو میرے محترم بزرگو! یہ جو اللہ نے احسان و انعام فرمایا ہمیں مسلمان اور حضورؐ کی امت میں شمار کیا یہ اتنی بڑی نعمت ہے' اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں اور تمام دنیا کی نعمتوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ ہمارے اوپر دنیا میں جتنے بھی کسی نے احسانات و انعامات کئے تھے اس کی تکمیل حضورؐ کے ذریعہ ہوگئی' ورنہ اگر حضورؐ کی برکت سے ہم اپنے مقصد حیات کو نہ پہچانتے تو ساری نعمتوں کی ناقدری ہو جاتی ہے اور ساری چیزیں بالاخر ہمارے جہنم پہنچانے کا ذریعہ بنتیں۔ یہ سب نعمتیں ایمان اور عبدیت کی وجہ سے اپنے موقع محل میں خرچ ہوگئیں اور وہ حضورؐ کے صدقہ سے تو ہر نعمت بجائے مصیبت اور آفت کے نعمت بن کر رہی۔ ورنہ پوری انسانیت ان تمام نعمتوں کے ساتھ جہنم کے کنارے پہنچ چکی تھی۔ **وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔**

تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے مگر اللہ نے حضورؐ کے ذریعہ تمہیں بچالیا۔

یہ تو بجا طور پر ایسی نعمت تھی جسے خداوند کریم نے بطور امتنان و احسان قرآن کریم میں جگہ جگہ ذکر کیا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

ماں باپ سب سے بڑے محسن ہوتے ہیں' لیکن ایمان کی دولت نہ ہوتی تو ان کا پالا پوسا ہوا جسم جہنم کا ایندھن بنکر تکلیف کا سبب بن جاتا' استاد اور مربی کا بڑا احسان ہوتا ہے' لیکن اگر تعلیم اور تربیت ایمان کی روشنی سے خالی ہوتی تو یہی تعلیم و تربیت جو بظاہر احسان معلوم ہوتی تھی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جاتی' ان تمام احسانات احسات رہے ورنہ یہی سب چیزیں سب سے بڑھ کر مصیبت ثابت ہوتیں' تو کائنات میں سب سے بڑھ کر نعمت اور اللہ کا سب سے بڑا احسان وہ حضورؐ کی ذات کی شکل میں ہے اور ہم انسانوں پر سب سے بڑا اکرم امت محمدیہؐ میں شامل کرنے کا ہے' ورنہ یہ ساری کائنات اور یہ تمام جسمانی نعمتیں جسم' بدن' قویٰ بیکار اور بے مقصد رہتے۔

دیکھئے یورپ سے بنی ہوئی مشین آتی ہے' کارخانوں سے پیک شدہ چیزیں آتی ہیں' دوائیاں' پیکٹوں میں بند آتی ہیں۔ اور ان پر استعمال کا طریقہ لکھا ہوتا ہے' ان اشیاء کے بنانے والے اسکے ساتھ کاغذ کا ایک پرزہ بھی رکھے

ہوتے ہیں کہ تم اگر مشین سے فائدہ لینا چاہو تو ہر پرزہ اور ہر کل بنانے والے کی ہدایات کے مطابق استعمال کرو گے۔ یہاں انگلی رکھو اور اس پرزہ کو اس طرح سے گھماؤ تب مشین چلے گی اور صحیح نتائج برآمد ہوں گے اور اگر غلط چلائی تو تباہ ہو جائے گی۔ تو اس طرح جب اللہ نے انسان بنایا اور اس کے فائدے کے لئے مختلف شکلوں میں لاکھوں نعمتیں دیں یہ آسمان و زمین اور یہ سارا کارخانہ اس کے لئے بنایا۔ تو اب انسان کے ذمہ کیا کام ہے؟ اور وہ مقصد اور نتائج کیسے برآمد ہونگے جس کیلئے انسان بنایا گیا؟ وہ ساری کائنات میں کس طرح تصرف کرے گا۔ یہ جو مشین تیار شکل میں ہمیں ملی ہے اس کا کیا کام ہے؟ تو ان سب باتوں کا صحیح جواب وہی ہوگا جس کو حضورؐ نے بتلایا۔ اسی لئے اللہ نے رسول کو بھیجا۔ وہ اس ساری مشین کے استعمال کا صحیح طریقہ بتلادے۔ ساری انسانیت کو صحیح کام پر لگادے کہ یہ کس طریقہ سے اپنا معاشرہ قائم کریں گے۔ تمدن کیسے ہوگا' اس کی بود و باش' رہائش اس کی زندگی اور موت کن طریقوں پر ہوگی۔ اس کی حکومت کیسی ہوگی' یہ جب مریض ہو تو کیا کرے' تندرست ہو تو کیا کرے گا' فقیر ہو یا غنی ہو' امیر ہو یا رعایا ہر حالت میں کیسی زندگی گزارے گا' شادی کرے گا تو کیسے' زراعت کس طریق پر ہوگی اور تجارت کس طرح' لیٹے گا کیسے اور چلے گا کیسے۔

ان سب باتوں کیلئے ہدایات ہمارے مالک یعنی اللہ جل مجدہ نے بواسطہ نبی کریم بھیج دیئے' ہر چیز کا طریقہ استعمال بتلا دیا' یہ جائز ہے یا ناجائز۔ یہ حلال ہے وہ حرام' یہ مفید ہے اور وہ مہلک' یہ سب حضورؐ کی تعلیمات ہیں' پوری کائنات کو صحیح طریقہ پر چلانے کے گر بتلانے والے حضورؐ ہیں' اگر دنیا انؐ کے بتلائے ہوئے تعلیمات پر اس کارخانہ نظام کو چلائے گی تو سارا نظام ٹھیک رہے گا' ورنہ ساری دنیا اور ساری انسانیت ہلاکت' بربادی' پریشانی اور اضطراب کا شکار ہوگی' اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

بھائیو! اگر اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں اور سب سے بڑی نعمت حضور اقدس کی ہم قدر کریں گے' تو دنیا کی حکومتیں ہماری باجگوار بنیں گی۔ اور یہ واعظانہ بات نہیں بلکہ اپنی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا عبدالحقؒ "بارگاہ رسالت میں حضور سید دو عالم ﷺ کے نام نامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا مکتوب گرامی:

حضرت شیخ الحدیث کے اس درد و سوز کا ایک نمونہ وہ ہے ہجر و فراق کی تڑپ اور سوزش انہیں بستر علالت پر حضور اقدس ﷺ کے نام مکتوب بھیجنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی تفصیل حضرتؒ کے تلمیذ دارالعلوم حقانیہ کے مدرس اور صدر مفتی مولانا سیف اللہ خان حقانی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ عشق رسول ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے' راقم الحروف نے یہ خود دیکھا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ دو قسم کے اشخاص کے ماتھے پر بوسہ دیا کرتے تھے' ایک وہ جو مدینہ منورہ سے آیا ہو' محبوبؐ کے وطن سے آنے کی وجہ سے' اور اس وجہ سے بھی کہ اس پر محبوب کے وطن کی ہوا اور گرد و غبار لگی ہوئی ہے' اسی خیال اور اسی تصور سے حضرت شیخ الحدیثؒ درج ذیل اشعار کو بطور استدلال پڑھا کرتے تھے۔

(الف) امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذا الجدار وذال الجدار

فما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیار

(ترجمہ) ''میرا جب لیلیٰ کے گاؤں پر گزر ہوتا ہے تو کبھی ایک دیوار کی اور کبھی دوسری دیوار کی تقبیل کرتا ہوں' (یعنی بوسہ دیتا ہوں) اور واقعہ میں میرا گاؤں یا شہر سے کوئی شغف یا محبت نہیں ہے میں اصل میں لیلیٰ پر فریفتہ ہوں جو اس گاؤں کی رہنے والی ہے''

(ب) ومن مذھبی حب الدیار لا ھلھا وللناس فیما یعشقون مذاھب

(ترجمہ) دین عشق میں میرا مذہب ومسلک تو یہ ہے کہ میں درو دیوار سے ان کے رہنے والوں کی وجہ سے عشق ومحبت رکھتا ہوں اور ہر شخص دین عشق میں اپنا الگ مذہب ومسلک رکھتا ہوں''

دوسرا ایسا شخص جو جہاد افغانستان کے سلسلہ میں روسیوں اور روس نواز درندوں کا مخلصانہ مقابلہ کر رہا ہے۔

آخر عمر میں علالت کے ساتھ ساتھ ضعف بھی بڑھ گیا تھا بالخصوص ضعف بینائی' اور اسی وجہ سے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ' درس حدیث سے عاجز رہ گئے تھے مگر اس کے باوجود بھی آخر عمر تک گھنٹہ دو گھنٹہ سبق پڑھا لیا کرتے تھے تاہم پہلے والی حالت نہ رہی تھی جس کا آپ کو سخت صدمہ تھا۔ کبھی کبھار جب اپنی علالت وضعف کا ذکر کرتے تو ارشاد فرماتے توبہ توبہ! معاذ اللہ! یہ ذکر بطور شکوہ کے نہیں بلکہ مقصود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عجز وکمزوری وناتوانی کا اقرار واظہار ہے' اس کمزوری وناتوانی' ضعف وعلالت کے پیش نظر درس حدیث سے محرومی کے نفذ ور اور عشق رسول سے بیتابی کی وجہ سے انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے نام احقر سے ایک خط لکھوایا۔ اور یہ کوئی نیا معاملہ یا کوئی نئی بات ہرگز نہیں بلکہ تاریخ اور اسلاف کے حالات میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً عمر بن احمد خر پوتیؒ کے شرح ''قصیدہ بردہ عصیدہ الشہدہ'' میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے اور وہ یہ کہ عمر بن احمد خربوتی اپنی شرح میں قصیدہ بردہ کے اس شعر

کم ابرائت و صباً باللمس راحتہ واطلقت ارباً من ربقة اللمم

کے تحت لکھتے ہیں کہ میرے استاذ کی اہلیہ محترمہ دل کی بیماری میں مبتلا تھیں صبح وشام ان کو آرام نہ آتا تھا' مریضہ کی چیخ و پکار سے قرب وجوار کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی' علاج ومعالجہ سے کوئی افاقہ نہ ہوتا تو ایک دن میرے استاذ نے مجھے فرمایا کہ میری طرف سے امام الانبیاء وسید دو عالم ﷺ کے نام نامی ایک عریضہ لکھیں اور اس میں میری طرف سے حضور نبی ﷺ سے یہ درخواست کریں کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مریضہ کی صحتیابی کے لئے شفاعت فرمائیں۔ عمر بن احمد خربوتی فرماتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا خط لکھا اور استاذ نے اس خط کو گنبد خضراء کے مکین حضور سید دو عالم ﷺ کو سنانے کیلئے حجاج کرام کے حوالہ کر دیا اور ہم نے حساب سے وہ دن متعین کیا جس دن کہ حجاج کرام مدینہ طیبہ پہنچنے والے تھے' جب وہ دن آیا تو مریضہ بالکل شفایاب ہوگئی اور چیخ وپکار درد و الم اور رنج وغم ختم ہوگیا' جس میں ہم سب

نے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت حمد وشکر ادا کیا۔ چنانچہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے بھی ارشاد فرمایا کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی بارگاہ رسالت میں ایک عریضہ لکھوں اور اس میں اپنی درس حدیث سے محرومی اور امراض کے غلبہ کا ذکر ہو کہ درس حدیث کی نعمت سے محروم نہ فرمایا جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے احقر سے یہ خط پورے ادب احترام سے لکھوایا اور جب احقر نے سنایا تو حضور سید دو عالم ﷺ کے ساتھ فرط محبت کی وجہ سے آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ خط کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیث ؒ نے فرمایا فرزند من! اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں سرفراز فرمائیں آپ نے تو میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔

اس موقع پر اتفاق سے حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدنی دامت برکاتہم (P.H.O) گولڈ میڈلسٹ جامعہ والے تھے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث ؒ کے ارشاد کے مطابق وہ خط میں نے مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کے حوالہ کیا۔ جس تاریخ اور جس وقت پر وہ خط وہاں سنایا گیا اس تاریخ اور اس وقت سے حضرت شیخ الحدیث ؒ کی حالت میں بہت خوشگوار تبدیلی محسوس ہونے لگی۔

<u>مکتوب گرامی مع ترجمہ:</u> باسمہ تعالیٰ

سیدی وسندی و مولائی سید الثقلین خیر الخلائق کلهم و مولٰیهم رحمة للعالمین نبینا وشفیعنا وسیدنا وسند نا ووسیلتنا وحبیب الله و حبیبنا وما ونا وملجاء ناوملا ذنا وسبب خلقنا لولاہ لما خلقنا.صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دائماًابداً علیه وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین. السلام علیکم یا حبیبی فداک ابی وامی وعلی من لدیکم . اما بعد! فیقول العبد الضعیف المعترف بالعجز والتقصیر المدعو بعبد الحق من ساکنی اکوره ختک من مضافات بشاور الی ضعیف البصر وضعیف السمع و ضعیف سائر القوی وقلیل العلم ومریض بصنوف الامراض وقد عالجت بالاطباء الکثیرین. و استعملت الادویة المختلفه ولکن ماحصل لی شفاء وصرت بحیث لااقدر علی القیام للتعلیم والتعلم وهما کانا من احب اعمالی فالان التمس من کرمکم المیمون ان تشفعوالی فی حضرت الله تعالیٰ العلیة ان یرزقنی ایماناً کاملاًوعلماً واسعاً و شفاء تاما من الامراض کلها وتوفیقاً لخدمة الدین واشاعته وان یحفظنی من شر الاشرار کلهم وان یوفقنی للتعلیم والتعلم وان یبارک فی اولادی واموالی واحوالی وان یبارک فی مدرستنا الحقانیه مدرسیها وفضلائها وطلابها و معاونیها وخادمها . والصلوة والسلام علیکم وعلی آلکم واصحابکم. العارض الفقیر المحتاج الی الله..... عبده عبدالحق عفا عنه

(ترجمہ) **سیدی وسندی و مولائی سید الثقلین خیر الخلائق کلهم و مولٰیهم رحمة للعالمین**

نبینا وشفیعنا وسیدنا وسندنا ووسیلتنا وحبیب الله و حبیبنا وما ونا وملجاء ناوملا ذنا وسبب خلقنا لولاہ لما خلقنا. صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دائماً ابداً علیه وعلیٰ الہٖ واصحابه اجمعین. السلام علیکم یا حبیبی فداک ابی وامی وعلی من لدیکم . اما بعد!

بندہ ضعیف عبدالحق جو اپنی تقصیر اور عجز کا مقر ہے اور اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کا رہنے والا ہے' عرض کررہا ہے کہ میں ضعیف البصر' ضعیف السمع بلکہ تمام قویٰ کے اعتبار سے ضعیف ہوں اور اس کے ساتھ قلیل العلم اور امراض مختلفہ کا مریض ہوں' میں نے بہت سے ڈاکٹروں سے رجوع کیا ہے اور مختلف قسم کی ادویہ استعمال کر چکا ہوں لیکن میں اب تک شفایاب نہ ہوسکا ہوں اور میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ میرا محبوب مشغلہ تعلیم وتعلم مجھ سے چھوٹ گیا ہے اس لئے آنجناب سے بصد ادب واحترام کے یہ عرض کررہا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں میری یہ شفاعت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان کامل اور علم واسع اور تمام امراض سے شفا تامہ نصیب فرمائیں اور یہ کہ مجھ کو تمام اشرار کے شر سے محفوظ فرمائیں اور تعلیم وتعلم کے لئے توفیق عطا فرمائیں اور یہ کہ میری اولاد اموال واحوال اور ہمارے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مدرسین اور فضلاء طلبہ ومعاونین اور خدام کو برکات سے مالا مال فرمائیں۔

العارض الفقیر المحتاج الی اللہ　　عبدہ عبدالحق عفاعنہ

o

احقر کے قیام مدینہ کے دوران ناچیز کے نام حضرت اقدسؒ کے خطوط کی ہر ہر سطر اسی والہانہ جذب وشوق عاجزی اور فروتنی کا مظہر ہے ان خطوط کے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

الحمدللہ کہ ناچیز کی زندگی میں یہ سعادت رب العزت نے عطا فرمادی' ہم جیسے نااہلوں پر یہ فضل اس کی شان رحمانیت کا مظہر ہے۔ رب العزت کے فضل بے پایاں کا شکر یہ ہر ہر رگ وموکے ذریعہ سے اگر تمام عمر سربسجود ہوکر ادا کریں وہ بھی کچھ نہ ہوگا۔ نورچشمی! اس موقع کو غنیمت وفضل عظیم سمجھ کر ضائع نہ کریں' تمام اوقات ذکر الٰہی وصلوٰۃ وسلام حاضری دربار اقدس واستغفار ودعا میں مشغول رکھیں' خداوند کریم اپنی محبت وعشق سردار کونین ﷺ اور ان کی اطاعت کی توفیق کے ذخیرۂ عظیم سے مالا مال فرمادے۔ نورچشمی! بندۂ ناکارہ روسیاہ پر رب العزت کے احسانات عظیمہ ہیں کہ ایک غریب خاندان میں پیدا کرکے علم وعلماء کے گروہ میں داخل فرمایا مگر واقع میں ناچیز میں نہ علم ہے' نہ عمل' انتہائی روسیاہی کے باوجود ستارالعیوب نے عیوب پر پردہ ڈالا ہے۔ خداوند کریم آپ کی دعاؤں کے توسل سے اپنی محبت اور حضور اقدس ﷺ کی محبت قرآن مجید واحادیث مبارکہ اور اس کے توابع کے علوم سے منور فرمادے۔ دین کی خدمت جو محض خلوص وللہیت سے معمور ہو اس کی توفیق رب العزت عطا فرمادے۔ (مکتوب ۱۰ ر شوال ۱۳۸۲ھ)

(بقیہ صفحہ نمبر ۹ پر)